جوش ملیح آبادی بہ حیثیت شاعرفطرت

کلیدی الفاظ:#جوش ملیح آبادی#بہ حیثیت#شاعرفطرت

ڈاکٹر سید تاج الہدیٰ خطیب
صدر شعبہ اردو
انجمن آرٹس اینڈ کومرس کالج
بیلاگاوی کرناٹک

تلخیص:

Abstract: Josh Malih Abadi is one of the prominent poets of Urdu.He inherited poetry from his ancestors as his father and grandfather was both Sahib Dewan.Hence it was the influence of the home environment that Josh started writing poetry at a very tender age,and soon reached a high position in the field of poetry.Perhaps it's the effect of his pseudonym;we witness a lot of excitement in Josh's poetry.

The study of Josh's works and his personality is a study,of a very vital period of Indian literature.Rather in a broader sense,it should be said that it is the study of the changing generations and the changing world for the legacy he has left behind in the form of a great collection of poetry and prose.Further it can be noted here that Josh had the mastery over giving life to many of the historical characters and made them act through his works.

At the early stage of his poetry,audience rightly titled him as the painter of emotions,sentiments and passion. Whereas some of the readers called him the Poet of Nature and later the Poet of Shabab,then the Poet of Revolution.These titles give us some idea of the ups and downs of Josh's poetry and the mood of modern poetry itself.

جوش ملیح آبادی اردو کے ممتاز شعراء میں سے ایک ہیں آپ علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔آپ ۱۸۹۴ء کو ملیح آباد میں پیدا ہوئے،آپ کا پورا نا شبیر حسن خاں اور جوش تخلص تھا۔ جوش کے والد اور دادا دونوں ہی صاحبِ دیوان تھے۔ جوش کم سنی ہی میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا، یہ گھریلو ماحول کا اثر تھا۔ جوش بہت جلد شاعری کے میدان میں بلند مقام پر پہونچ گئے۔ جوش کی شاعری میں بہت ہی جوش و خروش پایا جاتا ہے شاید ان کا تخلص کا اثر ہے۔

جوش کے کلام اور ان کی شخصیت کا مطالعہ ہندوستانی ادب کے ایک بہت اہم دور کا مطالعہ ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بدلتی ہوئی نسلوں کا اور زیادہ وسیع معنوں میں تغیر پزیر دنیا کا مطالعہ ہے۔انھوں نے جو ایک عظیم ذخیرہِ ادب نظم اور نثر کی صورت میں چھوڑا ہے۔اس کے پس منظر میں ہندوستانی تاریخ کے چلتے پھرتے کردار اور مناظر نظر آتے ہیں۔ابتدائے شاعری میں جوش کے لئے لوگوں نے مصورِ جذبات کا لقب استعمال کیا تھا۔کسی نے شاعرِ فطرت کہا اور بعد میں شاعرِ شباب کے نام موسوم ہوئے پھر شاعرِ انقلاب۔ان القاب سے جوش کی شاعری کے اتار چڑھاؤ اور خود جدید شاعری کے مزاج کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔

جوش فطرت اور اس کے مناظر کے دلدادہ ہیں۔اس سلسلہ میں انھوں نے منظر نگاری سے زیادہ زور فضا بندی معنی آفرینی پر دیا ہے۔جوش کی نظموں میں فطرت کے اشارے جزو ترکیبی کے طور پر پائے جاتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ کلام تازگی پیدا کرتے ہیں شاعر کا مشاہدہ فطرت بہت ہی گہرا اور وسیع ہے اس میں جذبات و ندرت ہے۔مناظرِ فطرت اور ان کی خیال انگیزیوں سے جوش نے بڑی رنگین اور شاداب تصویریں اور تشبیہیں مرتب کی ہیں۔ جوش نئے فطرت کو معرفت اور بصیرت کے لئے بھی استعمال کیا ہے کبھی کبھی جوش نے فطرت کے ذریعے پیغام دینے کی بھی کوشش کی ہے۔مثال کئے طور پر صبح کے متعلق ان کا یہ بیان مشہور ہئے کہ رسول نہ ہوتے تو عرفانِ حق کے لئے صبح ہی کافی تھی شعر ملاحظہ ہو:

جوش کی شاعری سننے اور پڑھنے والوں کے دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ جوش کی انقلابی شاعری جتنی ولولہ انگیز ہے انکی فطرت نگاری بھی اتنی ہی دلکش اور پر تاثر ہے۔

جوش مزاجاً فطرت پرست تھے اور منظر فطرت سے توانائی اور شادمانی حاصل کرتے تھے کہ خصوصاً صبح کے مناظر انھیں اتنے دلکش لگتے تھے کہ کہا کرتے کہ ان میں قدرت کا جلوہ دکھائی دیتا ہے جوش کی شاعری کے مطالعہ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انکی شاعری میں مناظر فطرت کے تذکرے خوب ملتے ہیں آپ اللہ کی قدرت کے نظرے دیکھ کر بہت متاثر ہوتے اور فوراً نظم قلم بند کرتے تھے

جوش بلا کے ذہین وفطینِ حساس اور فطرت پرست انسان وشاعر تھے۔ ان کا مشاہدہ بڑا گہرا اور وسیع تھا یہی وجہ ہے کہ جب بھی وہ کوئی منظر پیش کرتے ہیں تو اتنی باریک بینی سے اس کی عکاسی کرتے ہیں کہ پورا منظر نظروں کے سامنے زندہ ہو جاتا ہے۔ نموناً جوش کے چند اشعار پیش ہیں جو نظم "جنگل کی شہزادی" سے ماخوذ ہیں

پیوست تیرے دل میں وہ تیر کھینچتا ہوں
اک ریل کی سفر کی تصویر کھینچتا ہوں
تیزی سے جنگلوں میں یوں ریل جا رہی تھی
لیلیٰ اپنا گعو یہاس ستار بجا رہی تھی
خورشید چھپ رہا تھا رنگیں پہاڑیوں میں
طاوس پر سمیٹے بیٹھے تھے جھاڑیوں میں
کچھ دور تھا پانی موجیں رکی ہوئی تھیں
تالاب کے کنارے شاخیں جھکی ہوئی تھیں

مذکورہ اشعار سننے اور پڑھنے سے جوش کا وہ ریل کے سفر کا سارا منظر نظروں کے سامنے آجاتا ہے اور دل تاثر لینے لگتا ہے۔ جوش ابتداء ہی سے قدرت کے رموز و فطرت کے پراسرار پر غور وفکر کی عادت ڈال لی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ انسانی فکر سب سے بڑی معلم اور مشاہدہ ہوتی ہے۔ اگر

اللہ نے قوت خیالی کی بلندی بھی دی ہے تو یہ تینوں عناصر ارتقائے فکر وخیال کے لئے کافی ہیں۔ جوش نے شروع ہی سے غور وفکر کو اپنا رہنما ور ہبر بنایا اور خود اپنا راستہ تلاش کیا جس کی وجہ ان کو ترقی کی راہیں آسانی سے طئے ہوتی گییں۔

جوش فطرت کے بڑے سچے عاشق تھے۔فطرت کا کوئی بھی روپ ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہتا ہے۔۔ چڑیوں کے حرکات وسکنات ہوں، آسمان پر چھائی کالی گھٹا، برسات کی رم جھم ہو،شفق کی لالی، دیہاتی بازار، زمین پر موتی بکھیرتی آبشار ہو، فاختہ کی آواز وغیرہ۔غرض کوئ بھی منظر ہو جوش اس پر اپنی نگاہ گہرائی سے ڈالتے اور اسکو اپنے کلام کے ذریعے پیش کرتے تھے۔ جوش کی یہ بڑی خوبی ہے کہ وہ منظر کشی پر آتے ہیں تو خوبصورت استعاروں نادر تشبیہوں اور تخیل کی تابنا کی سے کام لے کر جزئیات نگاری کے ذریعے منظر کی مکمل تصویر پیش کر دیتے ہیں۔اشعار ملاحضہ ہو:

مہکتے ہوئے پھول کے پاس آؤ
لچکتی ہوئ شاخ پر بیٹھ جاؤ
ہوا میں اُڑ کے بازو ہلاؤ
کبھی صاف چشمے میں غوطہ لگاؤ
یونہی پیاری چڑیوں ابھی اور گاؤ

اردو شاعری میں جوش فطرت کی منظر نگاری میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں اسی طرح ان کی نظم " گرمی اور دیہاتی بازار" بھی منظر نگاری کے باب میں نمایاں اہمیت رکھتی ہے۔اس نظم میں انھوں نے گرمی اور دیہاتی بازار کا ایسا منظر پیش کیا ہے کہ پڑھنے والا بہت ہی متاثر ہو جاتا ہے بطور نمونہ چند اشعار ملاحضہ ہو:

دھوپ کی شدت ہوا کی یورشیں گرمی کی رو
کمبلوں پر سرخ چاول، ٹاٹ کی ٹکروں پہ جو

گرم دروں کے شدائد، جھکڑوں کی سختیاں
جھکڑوں میں کھانستے ہوئے بوڑھوں کی چلموں کا دھواں
بام و در لرزے ہوئے خورشید کے آفات سے
ہر نفس اک آنچ سی اٹھتی ہوئی ذرات سے

جوش کے سینے میں قومی وملی جذبات کی اور وطن آزادی کی مقدس آگ روشن تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہندوستان کے ایک ایک فرد کو قومی غیرت وحمیت کے احساس سے شعلہ بدرماں بنانے پر تلے تھے۔ غریب کسان کی غربت اور مجبوری کا منظر جوش نظم کی روپ میں اس طرح پیش کیا ہے۔

ہل پہ دہقاں کے چمکتی ہیں شفق کی سرخیاں
اور دہقاں سر جھکائے گھر کی جانب ہے رواں
اس سیاسی رتھ کے پہیوں پر جمائے ہے نظر
جس میں آجاتی ہے تیزی کھیتوں کو روند کر
سوچتا جاتا ہے کن آنکھوں سے دیکھا جائے گا
بے ردا بیوی کا سر، بچوں کا منہ اترا ہوا
ظلم اور اتنا کوئی حد بھی ہے اس طوفاں کی
بوٹیاں ہیں تیرے جبڑوں میں غریب انساں کی

جوش کے کلام کے مطالعے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا پیمانۂ قلب جذبات سے اس قدر لبریز ہے کہ کائنات کے ہر ذرہ پر وہ جذباتی نگاہ ڈالتے ہیں۔ نظم رات اور ریل، گاؤں کا بازار اور کسان وغیرہ ہر نظم میں تاثر و کیف پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس سے شاعری میں تاثیر ضرور بڑھ جاتی ہے۔ جوش کی ایسی نظمیں بھی کافی دلکش ہیں جن میں حسن وعشق کے جذبات وواردات ہیں۔ ان میں واقعیت واصلیت سے زیادہ کام لیا گیا ہے مناظر قدرت برسات کی چاندنی اور چاند

کے انتظار میں تارے وغیرہ کو سادگی اور حقیقت کے ساتھ دلچسپ شاعرانہ انداز میں پیش کرنا جوش کا ایک خاص کارنامہ ہے۔

جوش بہت بڑے شاعر تھے اگر ان کی پوری شخصیت اور شاعری کو مختصر ترین الفاظ کے خول میں بند کیا جائے تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ جوش شاعرِ فطرت تھے۔ فطرت سے گہری دلچسپی ان کی شخصیت اور شاعری کے ترکیبی عناصر تھے جوش کی شاعری کے جس وصفِ خاص کی جانب توجہ نہیں دی گئی وہ جوش اور فطرت پرستی کا موضوع ہے۔ حالانکہ جوش صاحب نے اپنی فطرت پرستی کی نظموں میں اپنے شاعرانہ احساس اور شعور کو فطرت سے اس قدر آہنگ اور قریب تر کیا تھا کہ ان کے یہاں فطرت پرستی ایک ٹھوس شاعرانہ حقیقت وادراک بن کر تخلیق کے پہلو میں کروٹیں لیتی ہوئی نظر آتی ہے۔ فطرت کے ہر منظر اور حسن کو ایک اکائی مان کر اس پر الگ الگ نظمیں لکھنے کا چلن اور فطرت کی وسعتوں کو تخلیق کا گہوارہ بنانے کی لگن جوش صاحب کے یہاں شدت سے ابھرتی نظر آتی ہے۔

جوش ملیح آبادی کی فطرت پرستی کے اعلیٰ نمونے ان کی کئی نظموں میں موتیوں کی طرح بکھرے پڑے ہیں۔ "البیلی صبح "جوش صاحب کی ایک بڑی خوبصورت اور مشہور نظم ہے، اس کی ابتدائی اشوار مصوری کی ایک کامیاب کوشش سے نظم کا آغاز کرتی ہیں۔ چند اشعار ملاحضہ ہو:

نظر جھکائے عروسِ فطرت جبیں سے زلفیں ہٹا رہی ہے
سحر کا تارا ہے زلزلے میں افق کی لو تھرتھرا رہی ہے
کلی پہ بیلے کی کس ادا سے پڑا ہے شبنم کا ایک موتی
نہیں یہ ہیرے کی کیل پہنے کوئی پری مسکرا رہی ہے
ستارہ صبح کی رسیلی جھپکتی آنکھوں میں ہیں فسانے
نگارِ مہتاب کی نشیلی نگاہ جادو جگا رہی ہے

نظم میں لہجہ کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ نظم "البیلی صبح" کا لہجہ بہت نرم ہے محسوسات

اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

جوش ملیح آبادی اردو کے ایسے شاعر تھے جنھوں نے اردو شاعری ہی نہیں بلکہ ایشیائی شاعری میں ایک نیا دور اور ایک نیا ریکارڈ قائم کیا تھا اوران کی روح میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ نیچر کی روح سے رشتۂ یگانگت قائم کر کے محوراز و نیاز ہو گئے تھے۔آج بھی ان پر مسلسل تحقیقی مقالے لکھے جا رہے ہیں اور مختلف عنوانات کے ذریعے ان کی شخصیت اور شاعری کی پرتوں کو کھولا جا رہا ہے۔

جوش کسی حد تک ٹیگور اور کبیر داس سے بھی متاثر نظر آتے ہیں۔ان کے یہاں انگریزی شاعری ورڈس ورتھ کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔وہ ورڈس ورتھ کی طرح فطرت کو معلم اخلاق اور عرفانِ حقیقت کا ترجمان سمجھتے ہیں۔بطور مجموعی جوش کی منظریہ شاعری اردو شاعری کا قیمتی ورثہ ہے۔